سوال

(2) شرک فی الصفات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ اکبر ہے، صدیق بھی اکبر ہے، ا اعظم ہے، فاروق بھی اعظم ہے، ا غنی ہے، عثمان بھی غنی ہے، ا مشکل کشا ہے، علی مشکل کشا کیوں نہیں؟ گو خالق اپنی شان کے مطابق ہے اور مخلوق اپنی شان کے مطابق، ا تعالیٰ قرآن پاک میں بادشاہ کو رب کہتا ہے اگر بادشاہ رب ہے تو علی ہجویری اور جیلانی رحمہما اللہ داتا اور غوث کیوں نہیں؟ قرآن پاک میں ہے کہ ا تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فضل سے تمہیں غنی کردے گا، یعنی ا تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول بھی فضل فرماتے ہیں تو کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ یا رسول ا ! فضل کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ا تعالیٰ نے اس عالمِ رنگ وبو میں اپنی توحید قائم کرنے کے لیے متعدد کتابیں نازل فرمائیں اور بے شمار رسولوں کو مبعوث کیا، توحید یہ ہے کہ ا تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات، نیز اس کے حقوق واختیارات اور احکام میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جائے، اگر کسی نے ا کے اسماء، اس کی صفات، اس کے حقوق واختیارات اور احکام میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرایا تو وہ ا تعالیٰ کے ہاں مشرک ہے اگر توبہ کے بغیر اس جہاں سے رخصت ہوا تو ہمیشہ کے لیے اس پر جنت حرام اور جہنم واجب ہوگئی۔ داتا، غوث اعظم، مشکل کشا اور غریب نواز یہ سب ا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ بعض لوگ ان صفات کو مخلوق میں تلاش کرتے ہیں، جیسا کہ سائل کے سوال سے واضح ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’کون ہے جو بے قرار کی پکار سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا ا تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی اللہ بھی ہے۔‘‘ [۲۷/النمل: ٦٢]

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا سب سے بڑا فریاد سننے والا، یعنی غوث اعظم صرف اور صرف ا تعالیٰ ہے، عبدالقادر جیلانی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔‘‘ [۳/آل عمران: ۸]

اس آیتِ کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ ا ہی سب سے بڑھ کر دینے والا یعنی داتا ہے علی ہجویری رحمہ اللہ داتا نہیں ہیں۔ انہوں نے تو خود اپنی کتاب ’کشف المحجوب‘‘ میں اپنے متعلق داتا ہونے کی پرزور الفاظ میں تردید کی ہے۔ ا تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اے لوگو! تم سب ا تعالیٰ کے در کے فقیر ہو وہ ا تو غنی وحمید ہے۔‘‘ [۳۵/فاطر: ۱۵]

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ا تعالیٰ ہی غریبوں کو نوازنے والا ہے اس کے علاوہ اور کوئی غریب نواز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اگر ا تعالیٰ تمہیں کسی مشکل میں ڈال دے تو اس کے علاوہ اسے کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تمہیں کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔'' [۱۰/یونس:۱۰۷]

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ تمام مشکلات حل کرنے والا، یعنی مشکل کشا صرف ا تعالیٰ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ایک دعا پڑھا کرتے تھے جس میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے : ''اے ا ! جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔'' [صحیح بخاری، کتاب الدعوات : ۶۳۳۰]

سوال میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکبر، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو غنی کہا گیا ہے۔ ان حضرات کے لیے اس قسم کے القاب ہم نے خود تجویز کیے ہیں، کتاب و سنت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ا تعالیٰ کی بعض صفات ایسی ہیں کہ قرآن پاک میں ان کا اطلاق بندوں پر بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً: ا تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے تو انسان کے لیے بھی سمیع اور بصیر کا اطلاق ہوا ہے۔ [۷۶/الدھر:۲]

لیکن ا تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا اس کی شان کے مطابق ہے اور بندے کا سمیع و بصیر ہونا اس کی شان کے لائق ہے۔ یعنی بندے کی سماعت و بصارت انتہائی محدود ہے۔ کیونکہ بندہ پس پردہ نہ کوئی چیز دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سن سکتا ہے، جبکہ ا تعالیٰ ایسے عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ ا تعالیٰ نے یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ ''اس کی ذات و صفات میں کوئی دوسرا اس جیسا نہیں ہے۔'' [۴۲/الشوریٰ:۱۱]

سوال میں خود ہی ان نفوسِ قدسیہ کی طرف ایسی صفات کا انتساب کیا گیا ہے جس کا ثبوت قرآن پاک و حدیث میں نہیں ہے۔ پھر خود ہی صغریٰ کبریٰ ملا کر اس سے غلط مقصد کشید کر لیا گیا کہ ا تعالیٰ مشکل کشا ہے تو علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا کیوں نہیں؟ مشکل کشا تو ا تعالیٰ کی صفت ہے اسے مخلوق میں کس بنیاد پر تسلیم کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو خود مشکلات میں پھنسے رہے وہ اپنے لیے مشکل کشائی نہ کر سکے تو دوسروں کے لیے کیونکر مشکل کشا ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ جنہیں تم ا تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو اگر ا تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا ا تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔'' [۳۹/الزمر:۳۸]

ا تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوزیشن کو واضح فرمایا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ وہ مشکل کشا بن جائیں۔ کتاب و سنت میں اس کے لیے کوئی سند نہیں ہے۔ یہی سب خود ساختہ اور ایجاد بندہ ہیں۔ بلاشبہ سورۂ یوسف میں متعدد مرتبہ بادشاہ کے لیے ربّ کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن وہ علی الاطلاق نہیں اور اضافت کے ساتھ دونوں طرح مستعمل ہے، پھر جب بندے کے لیے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے تو اس کی تانیث بھی کلام عرب میں مستعمل ہے، مثلاً: گھر کی مالکہ کو عربی میں ''ربۃ البیت'' کہتے ہیں جبکہ ا تعالیٰ کے لیے اس کی تانیث کا استعمال شرک اکبر ہے۔ سوال میں یہ استدلال بھی عجیب ہے کہ اگر بادشاہ رب ہے تو علی ہجویری رحمہ اللہ داتا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ غوث اعظم کیوں نہیں؟ یہ تو ایسا ہی استدلال ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے باپ کا ہم نام ہو تو پہلا شخص دعویٰ کر دے کہ میرا باپ آپ کے باپ کی جائیداد میں برابر کا شریک ہے۔ کسی کے ہم نام ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ کوئی دوسرا ان کی جائیداد میں حصہ دار ہے۔ سوال میں قرآن پاک کے حوالے سے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو مجرمانہ کوشش کے مترادف ہے، یعنی ا تعالیٰ اور اس کا رسول اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ قرآنِ پاک میں اس قسم کے الفاظ قطعاً نہیں ہیں اگر ایسا سہواً نہیں ہوا تو یہ ایک ایسی تحریف ہے جس کا ارتکاب یہودی کیا کرتے تھے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ''منافقین صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ انہیں ا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے دولت مند کر دیا ہے۔'' [۹/توبہ:۷۴]

اس آیت کریمہ سے یہ مفروضہ کشید کیا گیا ہے کہ ا تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول بھی فضل فرماتے ہیں تو ''یا رسول ا ! فضل کریں'' کہنا بھی صحیح ہے العیاذ با حالانکہ ا تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا ذکر اس لیے ہے کہ اس غنا اور تونگری کا ظاہری سبب رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی بنی تھی، ورنہ حقیقت میں غنی بنانے والا ا تعالیٰ ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ میں جب فضل کا ذکر ہوا ہے تو اس کے ساتھ واحد کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ یعنی ا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں

فضل وکرم کرنا صرف ا تعالیٰ ہی کا کام ہے، اس میں اس کے رسول کا ذرّہ برابر بھی حصہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ تثنیہ کی ضمیر استعمال کی جاتی بلکہ خود رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم ا تعالیٰ کے فضل کے محتاج ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول ا ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ''مجھے بھی میرا عمل نجات نہیں دلائے گا، ہاں اگر ا تعالیٰ کا فضل میرے شامل حال ہو جائے تو الگ بات ہے۔'' [صحیح بخاری، الرقاق: ٦٤٦٣]

نیز حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر جب ان کے متعلق حسن ظن کا اظہار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ا کی قسم! مجھے ا تعالیٰ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کے دن میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔'' [صحیح بخاری، المناقب: ٣٩٢٩]

آخر میں ہم اپنے معزز قارئین اور سائلین سے یہی گزارش کریں گے کہ اسباب کے بغیر داتا، غوث اعظم، مشکل کشا اور غریب نواز صرف ا تعالیٰ کی ذات ہے، لہٰذا جب بھی دعا مانگو یا مدد کے لیے پکارو تو صرف ا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ [وا اعلم بالصواب]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2، صفحہ: 43